

مولانا فتح محمد نے اختیار کی ہے، یعنی اے (اسم محمد)۔ اس سے آپ اختلاف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن ناجائز نہیں کہہ سکتے، اس لیے کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔

اللہ کے لفظ پر بھی آپ کا اعتراض بے جا ہے۔ اللہ کا معنی اللہ والا ہے۔ اس لیے کہ اسلام میں اللہ تو صرف اللہ کی ذات ہے۔ لا اللہ الا اللہ کا بھی معنی ہے۔ ربی وہ مثالیں جو آپ نے پیش کی ہیں، ان میں بعض پر تمیں بھی اعتراض ہے۔ ان میں پرویز اللہ کا نام بھی شامل ہے۔ پرویز کو اللہ والا کہا جاتا ہے حالانکہ پرویز نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پھاڑا تھا۔ اس لیے یہ نام رکھنا مناسب نہیں ہے۔ ایسے بُرے آدمی کا نام کوئی رکھے گا تو خطرہ ہے، کہیں اس کی طرح نہ ہو جائے، جیسے کہ بعض لوگ آپ کے سامنے ہیں کہ وہ اسی پرویز کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ دین اور مسلمانوں کو نکلنے کیلئے کر رہے ہیں اور نام بھی پرویز ہے۔ اس کے علاوہ باقی ناموں، مثلاً منظور اللہی، رحمت اللہی وغیرہ ناموں پر آپ کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔

بعض لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں۔ اصل نام کے بجائے نام کا اختصار کرتے ہیں۔ عبد الحمید کو حمید، عبد الجید کو جید، عبد القیوم کو قیوم کہتے ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن جو نام اللہ کے لیے خاص نہ ہوں، ان ناموں کا دوسروں کے لیے استعمال ہو تو نامناسب ہونے کے باوجود گوارا ہے۔ اللہ اور رحمٰن یہ دونوں نام اللہ کے لیے خاص ہیں۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

مختلف دن منانے کا رجحان

س: آج کل مختلف ایام منانے کا رجحان سامنے آیا ہے، مثلاً مدرسہ، ٹیچرزڈے، سینیٹریز ڈے، ولنفار ڈے وغیرہ۔ یہ رجحان بنیادی طور پر مغرب ہی سے آیا ہے۔ دن منانے کی اس نئی روایت کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل کیا ہوتا چاہیے؟ کیا سرے سے اسے غیر مسلموں کا کام سمجھیں، یا موقع کے لحاظ سے فیصلہ کریں، نہ منائیں یا اپناراگ دیں؟

ج: مخصوص دن، وقت یا موقع پر تقریبات اور مجلس و مخالف کے انعقاد کا تعلق نہ کسی خاص مذہب سے ہے نہ کسی خطے سے۔ اگر دیکھا جائے تو دنیا میں جہاں کہیں بھی تہذیب کے آثار

پائے جاتے ہیں بعض مخصوص دن مذہبی یا غیر مذہبی رسموں کے لیے اجتماعی اور انفرادی طور پر منائے جاتے ہیں۔ پھولوں کا تادله، مٹھائی تقسیم کرنا یا اپنی خوشی کے اظہار کے لیے چراغاں کرنا اور بعض تہذیبوں میں ناج گانے اور مشروبات کا استعمال بھی مخصوص دنوں اور اوقات کے ساتھ وابستہ ہے۔

قرآن کریم نے تمام دنوں کو اللہ کے لیے یکساں قرار دیا، قدیم تہذیبوں کے اوہام و اساطیر پر بنی قدس کا رد کیا اور سال میں صرف دو دن ایسے قرار دیے جب باوقار انداز میں اللہ کے بندے اپنے رب کا شکر ادا کریں اور خالق کائنات کے نام کو بلند کرنے کے لیے اس کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور بآوازِ بلند، اس کی عظمت و کبریائی اور اپنے عجز و عبدیت کو ظاہر کریں۔ چنانچہ رمضان المبارک کی ایک ماہ کی عبادت کی تکمیل پر اور حج مبرور کی ادا یگی پر عالمی طور پر اپنی خوشی، خوش قسمتی اور بندگی رب کے اظہار کے لیے دو دن مقرر کر دیے گئے۔ ان دو دنوں کے دوران میں اپنے اہل خانہ، اعزہ و اقرباً و احباب حتیٰ کہ اجنبی افراد کے ساتھ بھی اخوت و محبت و احترام کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے ان کی خاطر تواضع اور مہمان داری کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

قرآن و سنت پر نظر ڈالی جائے تو جمعہ کا دن بھی وہ مقام نہیں رکھتا جیسا کہ یہودیوں نے سبت کو یا عیسائیوں نے یومِ احمد یا التوارکو دے کر آرام یا صرف عبادت کا دن قرار دے کر اختیار کر لیا۔ بلاشبہ احادیث میں جمعہ کے دن کی فضیلت ہے لیکن نہ اس دن کام کی ممانعت ہے، نہ یہ آرام کرنے کا دن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، یاد، تسبیح، تعظیم اور اس کے حضور نماز کی شکل میں شکر ادا کرنے کے بعد کاروبارِ حیات میں، اللہ کے ذکر کو تازہ رکھتے ہوئے، مصروف ہو جانے والا دن ہے۔

اگر دنوں کا کوئی تقدس ہوتا تو انہیاے کرام کے یومِ ولادت کو یہ مقام ضرور دیا جاتا اور سال کے ۱۲ مہینوں اور ۳۶۵ دنوں میں سے ناممکن طور پر ایک لاکھ ۲۲ ہزار سے زیادہ دن مقدس دنوں کے طور پر منائے جاتے۔ بالفرض تمام انہیاے کرام کے یامِ ولادت منانے مشکل ہوتے تو کم از کم انہیاے بنی اسرائیل جن کا ذکر سابقہ صحیفوں میں اور خود قرآن کریم میں پایا جاتا ہے ان کے حوالے سے ضرور کچھ دن مخصوص کر دیے جاتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا حتیٰ کہ سرورِ کائنات کی ولادت با سعادت کو بھی صحابہ کرام، تابعین اور تبعیع تابعین نے نہ چھٹی کا دن قرار دیا، نہ اسے مقدس

دن سمجھا۔ اس لیے کہ وہ قرآن کریم کے اس اصول سے آگاہ تھے کہ سب دن اللہ کے لیے ہیں کیونکہ وہی خالق اور مالکِ حقیقی ہے۔ لہذا ہمارے ہاں دن منانے کے اہتمام کی روایت نہیں ہے۔ البتہ اگر موقع کے لحاظ سے والدین یا استاد کو کوئی تخفیدے دیا جائے تو اس کی کوئی ایسی ممانعت بھی نہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر زدے ہو یا سینہری سیزین ڈے، درز ڈے ہو یا فادرز ڈے، مغربی تہذیب میں ان کی معاشرتی اہمیت کے پیش نظر سال میں ایک مرتبہ انھیں پھولوں کا تخفیدے کریا ایک کارڈ بھیج کر اظہارِ شکر اور ان کی اہمیت کا اظہار کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے۔ یہ اس سے تو بہتر ہے کہ پورے سال میں ایک مرتبہ بھی ان میں سے کسی کو یاد نہ رکھا جائے لیکن اگر واقعی ان کے احسانات کے پیش نظر ایسا کرنا مقصود ہے تو یہ سراستکلف ہے۔ والدین ہوں یا استاد، ان کا شکر تو اپنے اچھے اخلاق اور طرزِ عمل سے ہی ادا ہو سکتا ہے، جسے قرآن کریم عمل صاحب کہتا ہے۔ والدین اپنی محبت کے سامنے میں ایسے وقت، جب اولاد قرآن کی زبان میں کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہوتی، اپنی توجہ اور تمام وسائل کو اس کی نشوونما اور تربیت پر لگا دیتے ہیں تو سال میں ایک دن تو کیا سال کے ہر دن، ان کا شکر و احترام کرنے کے بعد بھی کیا ان کا حق اور ان کا شکر یہ ادا ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے والدین سے احسان کے رویے کی تلقین کی ہے اور ان کے ساتھ بے رُخی یا گستاخی پر سرزنش کی ہے۔

رہا و ملتفائن ڈے یا اس قسم کے دیگر بے معنی دن تو حقیقت یہ ہے کہ ایسے دنوں کا تعلق جاہلیت اور جاہلی تہذیب سے تو ہو سکتا ہے، اسلامی تہذیب و ثقافت میں ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔ ایسے دنوں کا منانا دیگر اقوام کے ساتھ مشاہدہ، اختیار کرنا اور ان کی جاہلیت پر منی روایات کو اپنانا ہے۔ بستت بھی اسی قسم کا تہوار ہے جس کا کوئی تعلق مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت سے نہیں۔ یہ خالصتاً غیر اسلامی طریقہ ہے اور اس کا اختیار کرنا مگر ابھی کا باعث ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

اس رسائل میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماننا مدد ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)